حضرت مسیح کی پیدائش کے متعلق جہاں ذکر ہے یہ بھی مذکور ہے کہ مریم (والدہ مسیح)

قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ وَلَدٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ وَّلَمْ اَكُ بَغِيًّا قَالَ كَذٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَلِنَجْعَلَهٗٓ اٰيَةً لِّلنَّاسِ (پ۱۶ ع۲)	نے کہا مجھے لڑکا کیسے ہوگا؟ مجھے تو کسی مرد نے جائز طریق سے چھوا نہیں اور نہ میں زانیہ ہوں فرشتے نے جواب دیا کچھ شک نہیں تو

ایسی ہی ہے مگر تیرے پروردگار نے کہا ہے کہ یہ کام مجھپر آسان ہے اور ہم اسکو لوگوں کے لئے نشانی بناوینگے"

اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مسیح کی ذات اور مسیح کی آیت دونوں مخلوق الٰہی ہیں۔ اس بیان سے آپ کو اس بات کا بھی جواب ملگیا ہوگا جو آپنے اخیر مضمون کے سوال کیا ہے۔ کہ مسیح کے سوا اور کوئی آیت ایسی کونسی ہے؟ افسوس یہ سوال ایسا ناواقفی پر مبنی ہے کہ اس پر افسوس کرنا بھی قابل افسوس ہے قرآن مجید کے کوچہ سے گذرنے والے بھی جان سکتے ہیں کہ قرآن کے محاورہ میں سب مصنوعات آیات اللہ ہیں۔ تمام قرآن مجید کو نہیں تو سورہ روم ہی کو بغور ملاحظہ فرمائیے کہ کس طرح ہر ایک مصنوع کو صانع کی نشانی فرمایا گیا ہے۔ یہاں تک فرمایا ہے کہ آسمان و زمین کی پیدائش خدا کی

وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْعٰلِمِيْنَ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ مَنَامُكُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَابْتِغَاۗؤُكُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ (پ۲۱ ع۳)	نشانی ہے۔ تمہاری زبانوں اور رنگتوں کا اختلاف خدا کی نشانی ہے بیشک اس میں علم والوں کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں۔ رات میں تمہارا سونا اور دن میں بذریعہ محنت اللہ کا فضل تلاش کرنا خدا کی آیات ہیں۔ بیشک

اس بیان میں سننے والوں کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں"

اس سورت میں بہت وسیع مضمون میں آیات اللہ کا بیان کیا ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ تمام مخلوقات خدا کی آیات ہیں جو لوگ ان آیات پر غور نہیں کرتے وہ سخت گمراہی میں ہیں۔ ایک مقام پر ارشاد ہے کہ:-

فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ اِلٰى طَعَامِهٖٓ اَنَّا صَبَبْنَا الْمَاۗءَ	انسان اپنے کھانے کو غور سے دیکھے کہ ہم اوپر سے

صَبًّا ثُمَّ شَقَقْنَا الْاَرْضَ شَقًّا فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا حَبًّا وَّعِنَبًا وَّقَضْبًا وَّزَيْتُوْنًا	پانی برساتے ہیں پھر زمین کو پھاڑ کر اس میں دانے۔ انگور۔ سیب اور زیتون پیدا کرتے

ہیں" اس آیت سے معلوم ہوا کہ قرآن مجید ہمکو آیات اللہ کی طرف توجہ دلاتا ہے اور انپر غور کرا کر نتایج پر پہونچایا چاہتا ہے۔ پس مطلب صاف ہے کہ حضرت مسیح بھی اپنی والدہ اور دیگر مخلوق کی طرح ایک آیت اللہ (نشانی) ہے۔ اس میں اور دیگر آیات اللہ میں فرق یہ ہے کہ یہ آیت بوصف رسالت اور نبوت کے موصوف ہے۔ گویا اس میں دہرا حسن ہے اسلئے جو کوئی آیات اللہ بالخصوص مسیح سے منکر ہوگا وہ حسب تعلیم قرآنی جہنم کے لائق ہے۔ ایسا ہی جو لوگ مسیح کو مخلوقیت کے درجہ سے الوہیت کی درجہ تک پہونچاتے ہیں وہ بھی حسب اعلان قرآنی کافر ہیں۔

معذرت۔ نامہ نگار نے شاید بوجہ نہ جاننے اردو کے فارسی میں مضمون لکھا ہے جسکی مناسبت کی وجہ سے جواب بھی فارسی میں چاہئے تھا مگر چونکہ رسالہ مسلمان کی زبان اردو ہے اس لئے جواب اردو ہی میں دیا گیا +

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بندہ اور مسیح (علیہ السلام)

اس عنوان سے ایک مضمون رسالہ تجلی لاہور میں نکلا تھا جسکا کچھ حصہ گذشتہ نمبر مسلمان میں نکل چکا ہے۔ آج ہم بقیہ مضمون نقل کرتے ہیں عیسائی راقم مضمون لکھتا ہے:-

"محمد خواہ کیسا ہی کم تعلیم یافتہ ہو اپنی توحید کی تعلیم کے باعث لوگوں کو آسانی سے سنا سکتا تھا۔ کہ خدا ایک ہے اور مجھ محمد کے ذریعہ وہ خدا تمہیں حکم دیتا ہے کہ اسکی اطاعت کرو۔ اس سادہ انجیل[1] سے وہ بڑا متعصب مذہب پیدا ہوا جو جہان میں مشکل سے کبھی نہیں ہوا تھا۔ بشپ بٹلر صاحب فرماتے ہیں کہ اطاعت سارا مذہب ہے اور محمد صاحب نے اسی امر پر زور دیا۔ اور جس اسلام کی اس نے اشاعت کی اس کے یہی معنے ہیں۔

[1] یہ لفظ شاید اس طرح نہیں بلکہ بجائے "انجیل" کے "عقیدہ" ہونا چاہئے (مسلمان)

اطاعت۔ پس ہر ایک بات میں خدائے واحد کی اطاعت کرو اور یہ انسان کے لئے جان لینا بڑی بات ہے کہ عالم ایک ہے اور ایک حکومت اور ایک نظام ایک ارادہ کل کو ترتیب دیتا ہے۔ لاکلام یہ عرب کی نئی پیدائش کا وقت تھا اور جہان کی تاریخ میں ایک ضروری ورق اُلٹ گیا۔ جب محمد صاحب فتحیاب ہو کر مکہ کے مندر میں داخل ہوئے اور یہ نعرہ مار کر کہ حق آ پہونچا ناحق کافور ہو جائے وہاں کے تین سو ساٹھ بتوں کو توڑ ڈالا۔ اس عقیدہ کے باعث کہ ایک ہی الٰہی ہے اور وہ اپنے ایمانداروں کے وسیلے دنیا پر اپنی مرضی قایم کرنا چاہتا ہے عرب کے الگ الگ فرقے متفق ہو گئے اور اس وقت یہ عرب ساری دنیا کا مرکز بن گیا۔ اور جبتک خدائے واحد کی حکومت کا خیال انکے دلوں میں تازہ اور زندہ تھا تو انہوں نے اس کے خادموں کی پشت ہی زور کو محسوس کیا کہ خدا کی مرضی کو ساری دنیا پر جاری کرائیں۔" (تجلی بابت مارچ [illegible])

جواب۔ یہ مضمون بالکل ٹھیک ہے کہ دین صرف اطاعت کا نام ہے اسی لئے حضرت مسیح نے بھی اسی کو مدار نجات قرار دیا ہے چنانچہ فرمایا کہ۔

"اگر تو زندگی میں داخل ہوا چاہتا ہے تو حکموں پر عمل کر" (متی ۱۹ باب آیت ۱۷)

یہی تمام نبیوں کی تعلیم رہی ہے۔ ہاں جب سے عیسائیوں میں کفارہ کا خیال پیدا ہوا ہے تب سے انہوں نے دینی اطاعت کو حقارت سے دیکھنا شروع کیا ہے پس حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ دین اطاعت کا نام ہے بالکل مطابق تعلیم الٰہی کے ہے۔ آگے آپ لکھتے ہیں:-

"کسی مذہب کا اُٹھنا یا گرنا اسی پر موقوف ہے کہ اس میں خدا کا کیا تصور ہے۔ اب محمد صاحب کا دعویٰ ہے کہ خدا کا جو تصور اُس نے جہان کے سامنے پیش کیا وہ مسیحیوں کے تصور سے زیادہ پاک و خالص ہے چنانچہ قرآن میں آیا ہے کہ "مسیحیوں کو کہو کہ ان کا خدا اور میرا خدا ایک ہے" لیکن فی الحقیقت مسیح کی کاشفی خاص تعلیم کو اس نے رد کیا۔ اور محمد صاحب کا خدا بلند اور قادر تو البتہ ہے لیکن دور رہنے والا اور ہیبت ناک۔ دل کو کھینچنے والی، اُٹھانے والی اور پاک کرنے والی محبت سے معرا ہے

کیونکہ ایسی محبت کا تصور تجسم خدا کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا اور نہ اسکا ثبوت مل سکتا ہے۔ جن الفاظ میں اس نے خدا کا ذکر کیا ہے وہ بیشک پرزور اور درست تو ہیں مثلاً "اللہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ زندہ سنبھالنے والا۔ نہ اُسکو اونگھ آتی ہے اور نہ نیند اُسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔ کون ہے جو اُس کے اذن کے بغیر اُس کی جناب میں سفارش کرے جو کچھ لوگوں کو پیش آ رہا ہے اور جو کچھ ان کے بعد ہونیوالا ہے وہ اس کو سب معلوم ہے اور لوگ اُس کی معلومات میں سے کسی چیز پر دسترس نہیں رکھتے۔ مگر جتنی وہ چاہے۔ اُس کی کرسی زمین و آسمان پر حاوی ہے اور آسمان و زمین کی حفاظت اُسپر گران نہیں اور وہ بڑا عالیشان اور عظمت والا ہے" (سورہ ۲ ع ۲۵) لیکن فرقہ طبعیہ کی طرح محمدی دین بھی خدا کا ایسا تصور ہمارے سامنے پیش نہیں کرتا جو نہ صرف قدرت میں کامل ہو بلکہ محبت اور پاکیزگی میں بھی۔ اللہ اور اُسکی مخلوقات میں ایک عمیق اور اتھاہ گڑھا ہے جسپر سے گزرنا ناممکن ہے۔

ڈین ملمین (Dean Milman) صاحب نے ٹھیک کہا ہے کہ خدا کا یہ تصور ناقص ہے چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ "اس زندگی میں بذریعہ دھیان خدا میں محو ہونے یا اُس کی قربت حاصل کرنے یا آئندہ زندگی میں کمال حاصل کرنیکا تصور قرآن میں پایا نہیں جاتا"

جواب۔ اس مضمون میں نامہ نگار نے کئی ایک غلطیاں کھائی ہیں۔ اسلامی تعلیم کو بوجہ ناواقفی یا تعصب مذہبی کے جیسے اصل شکل میں نہیں دکھایا بلکہ ایک بہت بری صورت میں ظاہر کیا ہے بڑا الزام اسلامی تعلیم پر یہ لگایا ہے کہ خدا کو ایک ہیبت ناک دکھایا ہے جو محبت سے معرا ہے افسوس ہے کہ یہ خیال قرآن شریف سے بہت ہی دور ہے کاش کہ نامہ نگار نے کبھی قرآن مجید کو ایک دفعہ بھی دیکھ لیا ہوتا۔ غور سے سنئے! قرآن مجید خدا تعالیٰ کے اسماء مبارکہ میں یہ نام بھی داخل کرتا ہے الرحمٰن۔ الرحیم۔ الودود۔ الرؤف یعنی بڑا رحم کرنیوالا۔ بڑا مہربان۔ بڑا پیارا۔ بڑا پیار کرنیوالا۔ پھر یہ کیونکر صحیح ہو سکتا ہے کہ قرآن نے خدا کو محبت سے معرا بتلایا ہے۔ ہاں یہ جو اشارہ کیا ہے کہ خدا کے لئے محبت

کا ثبوت نہیں دیا - سو یہ درحقیقت قرآن شریف کے لئے باعث فخر ہے ۔ سچ ہے ؎

مجھ میں اک عیب بڑا ہے کہ وفادار ہوں میں -

اُن میں دو وصف ہیں بدخو بھی ہیں خودکام بھی ہیں

خدا کو جسمیت سے آلودہ بتلانا مروّجہ عیسائی مذہب ہی کے لئے باعث فخر ہے - اسلام کو اس میں حصہ نہیں -

تنبیہ :- ناظرین کو معلوم ہو گا کہ موجودہ عیسائیوں کا مذہب ہے کہ خدا نے اپنے لئے جسم اختیار کیا اور مسیح کی شکل میں ظاہر ہوا تاکہ اپنے بندوں کے گناہوں کا کفارہ ہو سکے کیونکہ اگر وہ ایسا نہ کرتا تو کفارہ نہو سکتا - اسی طرف راقم مضمون نے اشارہ کیا ہے مگر اسلام خدا کو اس عقیدے سے پاک بتلاتا ہے اور فرماتا ہے لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ (اُس جیسی کوئی چیز نہیں وہ سب کی سُننے والا اور دیکھنے والا ہے)

قرآن مجید کی تعلیم دیکھنے والوں کے نزدیک راقم مضمون کا یہ فقرہ کیسا مضحکہ خیز ہی کہ :-

"فرقہ طبعیہ کی طرح محمدی دین بھی خدا کا ایسا تصور ہمارے سامنے پیش نہیں کرتا جو نہ صرف قدرت میں کامل ہو بلکہ محبت اور پاکیزگی میں بھی"

ہم بتلا آئے ہیں کہ اللہ تعالےٰ کے اسماء حسنیٰ (ناموں) میں جو قرآن مجید میں آئے ہیں رحیم ودود - رؤف وغیرہ بھی ہیں - غور سے سُنو! اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ - خدا تعالیٰ لوگوں کے حال پر بہت بڑا مہربان اور رحم کرنیوالا ہے -

مناظرہ میں انصاف یہ ہے کہ جو کچھ کسی مذہب میں ہو اگر کوئی اعتراض ہو تو اوسی مضمون پر ہو اور اگر وہ قابل قبول ہے تو اُسکو قبول کیا جائے یہ انصاف نہیں کہ اُس مذہب پر ناحق بہتان لگایا جائے یا ایسے مضامین پر اعتراضات کئے جائیں جو اُس مذہب میں نہوں - ایسے طریقہ اختیار کرنیوالے داناؤں اور واقف حال اصحاب کی نظروں میں کسی عزت اور قدر کے قابل نہیں ہوتے - آگے چلکر آپ لکھتے ہیں :-

"خدا کا جو علم محمدی دین کے ذریعہ حاصل ہوتا ہے اُس سے موٹی موٹی خوبیاں تو تربیت پا سکتی ہیں لیکن خدا سے کامل رفاقت حاصل کرنے اور مزرعہ دل کو سرسبز وخیز

بنانے کے لئے جہاں سے کہ ہم فروتنی اور خود انکاری وخود قربانی کی جڑیں غذا حاصل کرتی ہیں الٰہی اور مقدس محبت کی حرارت درکار ہے البتہ محمدی دین میں نہ صرف قادر مطلق خدا کا ذکر ہے بلکہ مقدس اور غفور الرحیم خدا کا بھی چنانچہ قرآن کی ہر سورۃ کے شروع میں یہ آتا ہے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یعنے خدائے رحیم ورحمان کے نام سے لیکن یہ رحمت انسانی کمزوریوں کو معاف کرنے اور اُن سے درگذر کرنے کے لئے ہے ان سے انسان کو آزاد کرنے کے لئے نہیں " اللہ چاہتا ہے کہ تم پر (سے (بوجھ) ہلکا کرے کیونکہ انسان (طبیعت کا) کمزور پیدا کیا گیا ہے (سورہ ۴-۲۸) یہ اس مشہور سورہ کا مضمون ہے جسمیں محمدیوں کی خواہشوں اور غلطیوں کو کھلم کھلا اجازت دی ہے اور بار باریوں یقین دلانے کی کوشش کی ہے کہ " خدا جاننے والا حکمت والا ہے " خدا جانتا ہے کہ انسانی ذات کیسی کمزور ہے - وہ خواہشات نفسانی کی شدت سے آگاہ ہے اور کامل پاکیزگی کا انسان سے متوقع نہیں - یہ خدا جو انسان کو اپنے مانند بنانے کا انتظام نہیں کرتا مسیح کے خدا سے متفرق ہے جس کا یہ خوبصورت پرامید حکم ہے تم پاک ہو کیونکہ میں پاک ہوں - کامل ہو جیسا تمہارا باپ جو آسمان میں ہے کامل ہے الغرض جو خدا کا ناقص تصور محمد صاحب نے بیان کیا ہے اس سے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا سوائے کامل پاکیزہ انسانی ذات خدا کی قدسیت کا لائق تصور پیدا ہو سکتا ہے یا خدائے مجسم کے ذریعہ سے اسکی محبت کا تصور ہو سکتا ہے جس نے اپنے تئیں خالق کہا اور انسان بنکر انسانوں کے لئے جان دی تاکہ ان کے ساتھ اس کا اتحاد ہمیشہ کے لئے ہو جائے "

جواب - اس پیرے میں راقم مضمون نے اپنا عندیہ کھلے لفظوں میں بیان کر دیا ہے کہ وہ خدا کو کس طرح جانتا ہے اور کن معنے سے نہ جاننے سے اسلام پر خفا ہے چنانچہ آپ کا یہ فقرہ خاص عزت کے قابل ہے کہ :-

"یہ خدائے مجسم کے ذریعہ سے اُسکی محبت کا تصور ہو سکتا ہے جسنے اپنے تئیں خالق کہا اور انسان بنکر انسانوں کے لئے جان دی "

واہ! سبحان اللہ ایسے خدا کو اسلام کیونکر نہ مانتا جو انسان بنکر جان دیتا جسکے صاف معنے یہ ہیں کہ وہ اپنے بندوں سے عاجز ہے. مغلوب ہے بلکہ بندوں سے مقتول اور مصلوب بھی ہے۔

عیسائیو! سنتے ہو! قرآن شریف تمہارے اس غلط خیال کو کس طرح رد کرتا ہے غور سے سنو! وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ وہ اللہ اپنے تمام بندوں پر غالب ہے کوئی نہیں جو اس کے آگے چوں کرے سچ ہے ؎

اوست سلطاں ہرچہ خواہد آں کند ✤ عالمے را در دمے ویراں کند

خدا سے رفاقت حاصل کرنے کی تعلیم جو قرآن مجید نے دی ہے اس سے بہتر تو کیا اس کے برابر بھی کہیں نہ ہوگی. غور سے سنئے!

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيلًا (مزمل)

دیکھئے! اس آیت میں قرآن مجید نے کس خوبی سے بندوں کو خالق کے ساتھ جوڑا ہے اور کس لطافت سے مضمون ادا کیا ہے۔ ارشاد ہے ای لوگو! اپنے پروردگار کے نام کا ذکر کیا کرو اور اسی کی طرف لگ جاؤ وہ مشرق اور مغرب کا پروردگار ہے اسکے سوا کوئی معبود نہیں پس تم اسی کو اپنا کارساز بناؤ" کیا انسانی مردہ دل کے سرسبز کرنے کو یہ حکم کافی نہیں؟ نامہ نگار مذکور نے بڑی جانفشانی سے ایک فقرہ لکھا ہے کہ تم پاک ہو کہ میں پاک ہوں۔ مگر بغور دیکھا جائے تو اس میں بھی قرآن شریف نے کمال کیا۔ قرآن مجید نے صرف یہ نہیں کہا کہ تم پاک ہو کیونکہ میں پاک ہوں بلکہ یہ کہا کہ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ (خدا تعالی پاکوں سے محبت کرتا ہے)۔ غرض قرآن شریف پاکی حاصل کرنے پر محبت کا وعدہ عطا کرتا ہے اور انجیل کچھ بھی نہیں بتلاتی کہ پاک ہونے سے ہمیں کیا حاصل۔ اس فقرے سے ہم کس فائدہ کی توقع ہو سکی کہ:۔

تم پاک ہو کیونکہ میں پاک ہوں۔

اسی کے برابر اگر کوئی خدائی کلام اس طرح بتلادے کہ:۔

تم نہ کھاؤ نہ پیو کیونکہ میں بھی کچھ نہ کھاتا ہوں نہ پیتا ہوں

اور یہ بھی کہے کہ:۔

تم نہ بیوی کرو نہ بچے جنو کیونکہ میں بھی نہ شادی کرتا ہوں نہ بچے جنتا ہوں وغیرہ

تو اس سے بندوں کو کیا حاصل؟ بلکہ بندوں کو تو یہ بتلانا چاہئے تھا کہ تم یہ کام کرو تاکہ میں تم سے پیار کروں یا نیک جزا دوں۔

نامہ نگار نے یہ خوب کہا کہ:۔

"یہ خدا جو انسان کو اپنی مانند بنانے کا انتظام نہیں کرتا مسیح کے خدا سے متفرق ہے"

اسکا مطلب یہ ہے کہ مسیحی تعلیم پر عمل کرنے سے انسان خدا کی مانند ہو جاتا ہے قطع نظر اس امر سے کہ آیا واقع میں ایسا ہو بھی سکتا ہے کہ انسان خدا کی مانند بنجائے۔ قرآن مجید اس خیال کو نہایت حقارت سے دیکھتا ہے اور عقل انسانی بھی اسکو ناپسند کرتی ہے۔ قرآن مجید خدا کی صفات کاملہ کو بیان کر کے فرماتا ہے:۔

أَفَمَنْ يَخْلُقُ كَمَنْ لَا يَخْلُقُ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ

یعنی خالق اور غیر خالق ایک سے ہو سکتے ہیں کیا تم سمجھتے نہیں چونکہ خالق اور مخلوق کا مانند ہونا محالات سے ہے اسلئے قرآن مجید نے اس راستے سے ہٹا کر مسلمانوں کو سیدھے رستہ پر چلایا ہے کہ تم نیک کام اس لئے کرو کہ خدا کے پیارے اور محبوب بنجاؤ۔

(باقی آئندہ)

شکریہ

جن معاصر احباب نے مسلمان پر ریویو کر کے یا اسکا اشتہار درج کر کے عزت بخشی ہے مسلمان انکا تہ دل سے شکر گذار ہے۔ اور جنہوں نے ہنوز اس طرف توجہ نہیں کی انکو توجہ دلاتا ہے۔ (اڈیٹر)

سماجی مِتروں کی نظرِ عنائیت

دشمنانِ کہن دوستان نو کردن ❊ بدست دیو بود عقل راگرو کردن

ہماری قدیمی عنایت فرما سماجی دوست باوجودیکہ سالہا سال سے اہل اسلام کے ساتھ چولی دامن کا ساتھ رکھتے ہیں تاہم افسوس کے ساتھ ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ تاحال اسلامی لٹریچر سے ایسے ہی ناواقف ہیں جیسا کہ مہا پرشاد (گوشت) کے بہاؤ سے۔ ہماری دوست سوامی درشنانند سے ۱۹۰۳ء میں دیوریہ ضلع گورکھپور میں ہمارا مباحثہ بڑے پیمانہ پر ہوا اُسوقت جتنی کچھ سوامی جی کو اسلام سے واقفی تھی ۴-۵ سال بعد اُنکی تحریرات دیکھنے سے معلوم ہوا کہ اُس سابقہ علم میں اگر کچھ مزیت ہوئی ہے تو معکوس ہوئی ہے گویا یہ شعر آپ ہی کے حق میں زیبا ہے کہ ؎

وہ عجب گھڑی تھی کہ جس گھڑی لیا سبق نکتہ عشق کا۔
کہ کتاب عقل کی طاق پر جاں دھری تھی واں ہی دھری رہی

لیکن آریوں کے معزز رسالہ آریہ مسافر کے اڈیٹر اور اُنکی نامہ نگار اس فن ناواقفی میں سب آریوں سے آگے بڑھے ہوئے ہیں۔ پھر لطف یہ کہ باوجود ناواقفی کے واقفیت کے مدعی ہوں تو ہدایت پر کیونکہ آسکیں سچ ہے ؎

آنکس کہ نداند وبداند کہ بداند ❊ درجہلِ مرکب ابدالدہر بماند

آج ایک مضمون ہم آریہ مسافر سے نقل کرتے ہیں جو قابل اڈیٹر کا مایۂ ناز ہے ناظرین بغور دیکھیں کہ اس میں کچھ واقفیت کی بُو بھی آتی ہے؟ اڈیٹر موصوف لکھتا ہے:۔

"محمدی علم لدنی کی حقیقت" علم کے معنے ہیں جاننا العلم دانستن مشہور ہے۔ ریاضی فلسفہ منطق۔ صرف ونحو عروض وغیرہ سب اس کے مفہوم میں داخل ہیں اور سب کو بلا اشتراک و بالانفراد علم کہہ سکتے ہیں۔ علم کی قدامت مسلم الثبوت ہے۔ یہ ایجاد انسانی نہیں۔ کیونکہ آج تک دنیا میں کوئی مصنف ایسا نہیں گذرا جس نے دس پانچ کتب پڑھے بغیر کوئی کتاب یا دو چار سطریں ہی تصنیف کی ہوں فارسی عربی وغیرہ جملہ زبانوں کے مصنفین اوّل کتب

ابتدائی پڑھکر اُس کے بعد مصنف ہوئے ❊

ویدوں کے الہامی ہونیکا یہ ایک بڑا ثبوت ہے کہ ایسی فصیح وبلیغ عبارت جسکی تصنیف حیطہ امکان بشری سے خارج ہے۔ ابتداء آفرینش عالم میں ظاہر ہوئی۔ اس سے پہلے علم کا وجود دنیا میں ثابت نہیں۔ لو فرضاً اگر ویدوں کو کلام انسانی مان بھی لیا جائے تو یہ ثابت کرنا محال ہوگا کہ اُن سے پہلے کی درسی کتابیں کون کونسی ہیں جن کو انسانوں نے پڑھ کر وید تصنیف کئے کیونکہ اُن سے قبل کی کوئی کتاب کسی علم اور کسی فن کی دنیا میں پائی نہیں جاتی۔ علم ایک صفت ہی جس کے لئے موصوف کا ہونا لازمی ہے۔ یعنی صفت بلا موصوف کے قائم نہیں رہ سکتی۔ لہذا لامحالہ تسلیم کرنا پڑیگا کہ اس صفت کا موصوف ایشور پرمہ پرماتما عالم کل ہے۔ جس نے اپنی قدرت کاملہ و رحمت شاملہ سے انسانوں کے اوپکار کے لئے جملہ اقسام کے علوم ویدوں کے ذریعہ سے اُنکو سکھائے اور کوئی علم پوشیدہ نہیں رکھا حتی کہ یوگ شاستر یا برمھ ودیا تک جس کو تصوف کہتے ہیں اور جس سے معرفت ذات الٰہی حاصل ہوتی ہے ہم کو سکھایا۔ ہم اُنکی مرحمت خداوندی کا شکریہ کسی طرح ادا نہیں کرسکتے کہ اُس نے جملہ علوم ہم پر روشن کر دئے۔ اب اگر ہم اُن پر عمل نہ کریں تو یہ ہمارا کفران نعمت ہے۔ علم یا عالم کا کوئی قصور نہیں ❊

حضرات اہل اسلام جو یہ کہا کرتے ہیں کہ اللہ جل شانہ نے معرفت جبرئیل محمد صاحب کو علم لدُنی کی تعلیم دی۔ ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کیا ماجرا ہے اکثر اپنے دل میں سوچا کرتے ہیں کہ بارِ الٰہا لدُنی کونسا علم ہے۔ جسکی تعلیم اسقدر خفیہ طور پر حضرت کو دیگئی۔ پس علماء دین محمدی سے عموماً اور مرزا صاحب قادیانی سے خصوصاً ہمارا سوال ہے کہ علم لدُنی کے حروف تہجی کون کون اور کسقدر ہیں۔ اُس کی صرف ونحو کے کیا قواعد ہیں۔ فقط ایک ہی علم ہے یا کچھ اور بھی علوم اُس میں شامل ہیں اُس کی ایک ہی کتاب ہے یا متعدد کتابیں کیا سوائے محمد صاحب کے اور کسی نبی کو بھی اس کی تعلیم ہوئی ہے؟ فی زمانا کوئی کتاب اس علم کی عربستان وغیرہ ممالک اسلامیہ میں کہیں موجود ہے یا نہیں؟ اسکا رسم الخط کیسا ہے کس زبان میں یہ علم ہے؟ غالباً دنیا کی کسی زبان میں نہ ہوگا۔ زبان اُسکی یا تو ملکوتی ہوگی یا جناتی

ے شائد مسلمانوں کو قرآن کی نسبت ایسا کہتے ہوئے سنکر یہ دعویٰ کیا ہے غنیمت ہے (مسلمان)؛

برہم ودیا یعنی تصوف سے بڑھکر کونسا علم ہو سکتا ہے جسکی بدولت انسان کی رسائی ذات باری تک ممکن ہے پس علم لدنی میں اس سے بڑھکر کیا فوقیت ہے۔ کیا علم مذکورہ کے ذریعہ انسان خدا بن سکتا ہے؟ شبہات مذکورہ بالا اس وجہ سے پیدا ہوئے کہ ہم کو تحقیقات اس امر کی منظور ہے کہ آیا فی الواقع اس علم کا وجود بھی ہے یا کہ لفظ مذکور اکسیر وعنقا و سنگ پارس کا مرادف ہے اور کوئی عالم تو شاید ان سوالات کا جواب نہ دے سکے مگر بظن غالب مرزا صاحب قادیانی ضرور دے سکتے ہیں کیونکہ مثل محمد صاحب وحی و الہام کا سلسلہ ذات باری تعالیٰ سے انکو بھی روزانہ جاری رہتا ہے۔ یقین ہے کہ علم لدنی

تھوڑا بہت وہ بھی ضرور جانتے ہونگے لدنی بضم اول تو بے معنے سا لفظ معلوم ہوتا ہے چونکہ محمد صاحب نبوت کے قبل بی بی خدیجہ کی طرف سے بحیثیت ایجنٹ یا گماشتہ تجارتی مال اونٹوں پر لاد کر ممالک شام وغیرہ کی جانب بتقریب تجارت سفر کیا کرتے تھے لہذا اونٹوں کے لادنے لدوانے کا کام روزانہ اُن کو کرنا پڑتا ہوگا اور اس امر میں خاص طور پر انکو مہارت ہوگی۔ لہذا اس لفظ کو بفتح اول یعنی لدنی کہا جائے جس سے لادنے لدوانے کا علم مراد ہے تو چنداں ناموزون نہوگا۔ جیسے سیفی علم دریاؤ مشہور مثل ہے۔ آئندہ العلم عند اللہ" (آریہ مسافر بابت مئی ۱۹۰۸ء صفحہ ۲-۳-۴)

جواب "سچ ہے ؎

چو بشنوی سخن اہل دل مگو کہ خطاست ❊ سخن شناس نۂ دلبرا خطا اینجاست

ویدوں کے متعلق آپکا دعوے بالکل ؎ مریداں ہمے پرانند کا مصداق ہے۔ مناسب ہے کہ ہم اسجگہ آپکے دعوے کی نمبروار پڑتال کریں۔

(۱) ویدوں کی عبارت اعلیٰ درجہ کی بے مثل فصیح ہے" کیا ویدوں نے بھی یہ دعویٰ کیا ہے؟ (نہیں) اگر کیا ہے کہ ہم بے مثل ہیں تو دکھاؤ ورنہ "مریداں ہمے پرانند" کے کیا معنے ہونگے؟ اگر کہو کہ دعوے سے کیا مطلب؟ کوئی شخص یونہی غلط دعوے کرے تو کیا اُسکا دعویٰ ہی اُس کا ثبوت ہوگا؟ ہم کہتے ہیں دعوے ہی ثبوت نہیں ہوا کرتا بلکہ دعوے بنیادی پتھر ہوتا ہے۔ علاوہ اس کے فصاحت کا ثبوت اُس کلام کے مبصرین کی شہادت پر ہوا کرتا ہے سو

ویدوں کی تصنیف کے زمانہ کی شہادت اس بارے میں کوئی نہیں جس سے معلوم ہو سکے کہ اُس زمانہ کی باقی تصنیفات سے ویدوں کو یہ فضیلت ہے۔

(۲) دوسرا دعوے آپکا ابتدا آفرنیش سے ہونیکا ہے افسوس ہے کہ آریہ سماجی آنکھیں بند کرکے ویدوں کے برخلاف کیوں ایسا دعوے کرتے ہیں جنکی بجائے تصدیق کے ویدہی تکذیب کریں۔ ہم نے اس بارہ میں خاص ایک رسالہ حدوث وید لکھکر سالہا سال سے شائع کیا ہوا ہے جسکا آجتک آریوں نے کوئی معقول جواب نہ دیا جسمیں وید کی اندرونی شہادتوں سے ثابت کیا گیا ہے کہ وید ابتدا دنیا سے نہیں ہیں بلکہ اُس وقت سے ہیں جبکہ بنی آدم کی آبادی اچھی خاصی کئی پشتوں تک پہونچ چکی تھی۔ منجملہ انکے ایک منتر ہم یہاں بھی نقل کرتے ہیں۔ ایشور بندوں کو آگیا (حکم) دیتا ہے:۔

"جس طرح زمانہ قدیم کے صاحب علم و معرفت راستی شعار۔ طرفداری و تعصب خالی عالم اور ایشور اور دہرم کے حکم کو عزیز جاننے والے تمہارے بزرگ تمام علوم سے ماہر اور لائق و فائق گذر چکے ہیں مجھ عبادت کرنے کے لائق قادر مطلق وغیرہ صفات سے موصوف ایشور کے حکم کی تعمیل یا میرے بنائے ہوئے دہرم پر عمل کرتے رہے ہیں اسی طرح تم بھی اسی دہرم کے پابند رہو" (رگوید اشٹک ۸- ادہیائے ۸ ورگ ۴۹ منتر ۲ مندرجہ بہومکا)

اس منتر میں جو رگوید کا ہے صاف مذکور ہے کہ جسوقت رگوید بنا تھا اسوقت انسانی نسل کی بہت سی پشتیں گذر چکی تھیں یہانتک کہ آجکل کے واعظوں اور لیکچراروں کیطرح اُس زمانہ کے ریفارمروں اور مصلحوں کو بھی گذشتہ زمانہ کے بزرگوں کی تمثیلات بتلاکر حاضرین کو دہرم اپدیش (وعظ) کرنا پڑتا تھا۔ یہی اندرونی شہادت وید سے آپ کے اس فقرے کا جواب بھی ہوسکتا ہے کہ ویدوں سے پہلے کون کونسی کتاب تھی۔ علاوہ اس کے ویدوں کے زمانہ میں کتابوں اور کتابت کا رواج ہی نہ تھا۔ آج یورپ کے محققوں کی تحقیقات کو دیکھا جائے تو حضرت مسیح سے دو ہزار برس پیشتر ویدوں کو کتابت کی صورت نصیب ہوئی۔ پہلے تو معمولی شبدوں میں چند ایک مختلف بحروں پر موزونانہ اشعار کی شکل میں تھے اور جنگلی سادھو خواہ بطور عارفانہ یا

بطور مجذوبانہ جنگلوں بیابانوں میں شعرگوئی کہا کرتے تھو۔

خیر یہ تو آپکے دعوٰی متعلقہ وید پر گفتگو تھی۔ آئیے اب آپکو علم لدنّی کی تحقیق بتاویں اور خود قرآن شریف سے تبلاویں نہ کہ ؎ مریداں ہمی پرانند" کے مطابق اپنی طرف سے حاشئے لگاویں۔ کچھ شک نہیں کہ قرآن شریف دعوٰے کرتا ہے کہ میں علم لدنّی ہوں۔ صاف ارشاد ہے وَلَقَدْ اٰتَیْنٰکَ مِنْ لَّدُنَّا ذِکْرًا یعنی ای نبی! ہم (خدا) نے تجھکو لدنّی نصیحت عطا کی ہے۔ لدنّی دراصل دو لفظوں سے مرکب ہے "لدن" اور "ی" سے۔ لدن کے معنے ہیں پاس۔ لدن۔ لد۔ لدی۔ عربی کہا کرتے ہیں المال لدیک یعنی مال تیری پاس ہے۔ المال لدیّ مال میرے پاس ہے المال لدیہٖ مال اُس کے پاس ہے اور "ی" نسبتی ہے پس معنی یہ ہوئے کہ وہ علم جو خدا کے پاس والا ہے یعنی بغیر اُن اسباب کے حاصل ہونیوالا جن اسباب سے عام بنی نوع انسان کو حاصل ہوتا ہے۔ اب اسکی تشریح سُنو!

قرآن مجید خود کہتا ہے:۔

مَا کُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِہٖ مِنْ کِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّہٗ بِیَمِیْنِکَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ

(پ - ع)

یعنی اے نبی! تو نے اس سے پہلی کوئی کتاب نہ پڑہی تھی نہ کسی کتاب کو ہاتھ سے چھوا تھا ورنہ غلط گو لوگ فوراً شک کرتے (کہ یہ کتاب (قرآن) اس نے انہی علم سے بنایا ہے جو اسکو اس سے پہلے حاصل تھا)" مطلب صاف۔ اگر آریہ معترض اسلامی عقاید اور لٹریچر کو ایک دفعہ سمجھ لیں پھر اعتراض کریں تو اُنکا حق بھی ہو اور اعتراض بھی موزون ہو۔

قرآن شریف کے محاورے میں علم لدنّی اُسکو کہتے ہیں جو انبیاء اور اولیاء صلوات اللہ علیہم اجمعین خدا کی طرف سے بغیر واسطہ ظاہری اسباب کے سکھایا جاتا ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ اور انبیاء اور صلحاء کو بھی حاصل ہوتا رہا ہے چنانچہ حضرت خضر کی بابت فرمایا وَعَلَّمْنٰہُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ہم (خدا) نے اُسکو اپنے پاس سے علم سکھایا تھا۔

غرض اسی طرح سب انبیاء علیہم السلام کو خدائے تعالیٰ کی طرف سے علم لدنّی ملتا رہا اس علم کے حروف تہجی بھی ہیں جو ہر زبان میں ہیں مگر مضمون اسکا علم لدنّی ہے۔ آپ یہ بھی

پوچھتے ہیں کہ فی زماننا اس علم کی کوئی کتاب اسلامیہ ممالک میں ہے؟ اسکا جواب یہ ہے کہ ہے اور وہ کتاب وہی ہے جسکا نام قرآن شریف اور فرقان حمید ہے اسپر عمل کرنے سے انسان کو حسب مراتب علم لدنّی ملسکتا ہے قرآن مجید بتلاتا ہے اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّکُمْ فُرْقَانًا۔ اِتَّقُوا اللّٰهَ وَیُعَلِّمُکُمُ اللّٰهُ۔

ہاں آپکا سوال یہ عجیب ہے کہ علم مذکورہ سے انسان خدا بن سکتا ہے؟ ای جناب! اسلامی عقاید سے کسی بشر کا خدا بننا محالات سے ہے کیونکہ خدا خالق ہے اور بشر مخلوق۔ خدا قدیم ہے اور بشر حادث۔ ان وجوہ سے کوئی بشر خدا نہیں بن سکتا۔ البتہ ویدک تعلیم سے یہ نہ محال ہے نہ مشکل۔ بلکہ ممکن ہے کیونکہ انسان کی روح پرمیشور کی طرح قدیم ہے نہ اسکی مخلوق ہے نہ اسکی دلیل۔ بلکہ آتما اور پرماتما (روح اور خدا) کی مثال ویدک دہرم کے رو سے ہی ہے جو امریکہ میں رعیت اور بادشاہ (پریزیڈنٹ) کی ہے کہ رعیت کا ہر ایک شخص پریزیڈنٹ بن سکتا ہے جتنے پریزیڈنٹ ہوئے ہیں اور ہوتے ہیں یہ سب ایک زمانہ میں رعیت ہو کر ترقی سے پریزیڈنٹ بنتے ہیں پس اسکا جواب آپ ہی دیجئے گا کہ ویدک تعلیم کے مطابق آتما کسی زمانہ میں پرماتما کا رتبہ حاصل کر سکتا ہے؟ اگر نہیں تو کیوں نہیں؟

ہم مانتے ہیں کہ علم تصوّف سے انسان علم لدنّی حاصل کرنے کے رتبہ کو پہونچ سکتا ہے مگر اسی طریق سے جو قرآن شریف نے بتلایا ہے اسی لئے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے حضرت سید الانبیاء صلوات اللہ علیہم اجمعین کا لقبی نام "سراج منیر" روشن چراغ رکھا ہے "شمس بازغہ" نہیں رکھا۔ کیونکہ سورج سے دوسرا سورج پیدا نہیں ہو سکتا مگر چراغ سے دوسرا چراغ پیدا ہو سکتا ہے۔ پس کامل اتباع محمدی سے علم لدنّی حاصل ہو سکتا ہے وَذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ +

باقی رہی دربارہ لفظ لدنّی کے آپکی تحقیقات سو آپ کی عربی دانی سے ظاہر ہے بقول استاد ؎

ابھی دلربائی کے انداز سیکھو + کہ آساں نہیں دل لبھانا کسی کا +